www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان کیلانی

تحقیق وتنقید

قسط : ۲

تطلیقِ ثلاثہ

قاری عبدالحفیظ صاحب ریسرچ اسسٹنٹ ادارہ "منہاج" کے تعاقب کے جواب میں

۳۔ تطلیقات ثلاثہ پر اجماع

اجماع کا دعویٰ

قاری صاحب فرماتے ہیں:۔

ایک آیت اور دو حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی، اور صحابہ کے زمانہ میں بھی اور اس کے بعد اس پر اجماع ہوگیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں رہا، سوائے چند حضرات کے جن میں شیعہ حضرات بھی شامل ہیں۔ فقہ جعفریہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہیں۔۔۔۔ صاحب جواہر نے کہا ہے یہ مسئلہ اجماعی اور ضروریات شیعہ میں سے ہے۔ "صحیح زرارہ" میں یہ روایت ہے کہ امام جعفر صادق سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس نے حالت طہر میں ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوں تو آپ نے فرمایا "طلاق ایک ہی واقع ہوگی۔" (منہاج : ص ۳۰۶-۳۰۷ ملخصاً")

اب دیکھئے قاری صاحب نے ایک آیت اور دو حدیثوں سے اس مسئلہ کو جس قدر ثابت فرمایا اس کی وضاحت ہم پیش کرچکے ہیں۔ باقی اقتباس میں بھی آپ کئی خلاف واقعہ باتیں ارشاد فرما گئے۔ مثلاً" آپ فرمارہے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اور صحابہ کے زمانہ میں بھی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی تھیں اور اس کے بعد اس پر اجماع ہوگیا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب سوال یہ ہے کہ اجماع کی بات تو تب ہی فٹ بیٹھتی ہے جب پہلے اختلاف کی بات چل رہی ہو۔ ہمارے قاری صاحب محترم اختلاف کی بات تو کرتے نہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ "اس کے بعد اس پر اجماع ہوگیا۔" کیا یہ اجماع ایک ایسی بات ہوا تھا جو پہلے سے ہی مسلم چلی آرہی تھی؟

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر دور نبوی سے ہی تین طلاقوں کا تین ہی واقع ہونا مسلم چلا آرہا تھا تو حضرت عمرؓ نے کیا فرمان نافذ کیا تھا؟

اجماع یا اختلاف؟

حقیقت میں یہ بات یوں ہے کہ دور نبوی سے لے کر دور فاروقی کے ابتدائی دو تین سالوں تک حضرت ابن عباس کی مرویات کے مصداق پوری امت کا اس بات پر اجماع تھا کہ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔ پھر جب حضرت عمرؓ نے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی نافذ کردیا تو امت میں اختلاف واقع ہوگیا۔ (جس کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے) لیکن قاری صاحب نے بالکل الٹی گنگا بہانا شروع کردی ہے۔

اجماع کے معنی؟

پھر فرماتے ہیں "اس کے بعد اس پر اجماع ہوگیا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں رہا سوائے چند حضرات کے جن میں شیعہ حضرات بھی شامل ہیں۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قاری صاحب یا تو اجماع کے معنی نہیں سمجھتے یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ ورنہ ایک ہی فقرہ میں متضاد باتیں نہ لکھ جاتے۔ اجماع کا معنی یہ ہے کہ اگر کل آدمی دس ہیں اور وہ سب کے سب ایک بات پر متفق ہوجاتے ہیں تو یہ اجماع ہے اور اگر دس آدمیوں میں سے ایک نے بھی اختلاف رائے کیا تو یہ اجماع نہ رہا۔ باقی نو آدمیوں کو جمہور یا اکثریت کی بات تو کہا جاسکتا ہے اجماع نہیں کہا جاسکتا اور حجت شرعیہ اگر ہے تو اجماع ہے نہ کہ جمہور۔ اب قاری صاحب کا کمال یہ ہے کہ ایک طرف تو فرما رہے ہیں کہ اس پر اجماع ہوگیا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ ماسوائے چند حضرات کے جن میں شیعہ حضرات بھی شامل ہیں۔ گویا قاری صاحب کے "چند حضرات" بھی اتنے زیادہ ہیں کہ ان میں سارے شیعہ، سارے اہل حدیث اور سارے ظاہری سما

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ چند ہی رہتے ہیں۔ اب اتنے زیادہ چند کے باوجود باقی اصحاب پر قاری صاحب "اجماع" کا اطلاق فرمائیں تو یہ ان کا کمال ہی سمجھنا چاہیئے۔

پھر طرفہ تماشا یہ کہ ادھر قاری صاحب اجماع کا دعویٰ فرما رہے ہیں۔ ادھر صاحب جواہر شیعہ حضرت بھی فرما رہے ہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی اور ضروریات شیعہ میں سے ہے"۔ (منہاج مذکور ۳۰۷) جبکہ حقیقت یہی ہے کہ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ ان میں سے کسی کا بھی "دعوائے اجماع" حقیقت پر مبنی نہیں۔

حضرت عمرؓ کا کارنامہ

آگے چل کر قاری صاحب نے فرمایا :-

"حضرت عمرؓ نے صرف اتنا کیا تھا کہ عام طور پر لوگ جب اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتے تو حاکم یا قاضی کے سامنے آکر کہتے کہ میں نے تو تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی بلکہ آخری الفاظ تاکید کے لئے استعمال کئے تھے اور یہ حیلہ کرکے اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھتے تو حضرت عمر نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ ہم فیصلہ نیت پر نہیں کریں گے بلکہ ظاہر الفاظ پر کریں گے۔ جس نے مجلس واحد میں تین طلاقیں دیں تو ہم وہ تین ہی شمار کریں گے۔" (ایضاً" ص ۳۰۷)

اب دیکھئے۔ قاری صاحب پہلے یہ فرما چکے ہیں کہ دور نبوی اور دور صحابہ میں ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی تھیں۔ یہ کام تو پہلے ہی پورا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کیا کارنامہ سرانجام دیا اور کیا قانون نافذ فرمایا تھا؟ قاری صاحب کے ان دونوں بیانوں میں مطابقت کی صورت تو یہی ہوسکتی ہے کہ درمیان میں حاکم یا قاضی کا رابطہ جب قائم ہوا تو وہ لوگوں کی حیلہ بازی پر اعتماد کرتے ہوئے دور نبوی اور دور صحابہ کے فیصلہ کے علی الرغم ان کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرنے کی چھوٹ دے دیا کرتے تھے۔ اور جو حضرت عمرؓ نے تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کا قانون نافذ کیا تھا تو یہ عوام کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ ایسے ترس کھانے والے حاکم یا قاضیوں کی تنبیہہ کے لئے بنایا گیا جو لوگوں کی نیت پر یا حیلہ بازی پر اعتماد کرکے تین طلاق کو ایک بنا دیا کرتے تھے۔ جو کچھ بھی تھا۔ یہ بات بہرحال قاضی صاحب نے تسلیم فرما لی کہ لوگ تو تین طلاق ہی دیا کرتے تھے۔ مگر حاکم یا قاضی ان کو ایک بنا دیا کرتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر ہم یہی بات کہیں جو قاری صاحب نے تسلیم فرمائی ہے۔ تو قاری صاحب برا منا جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا کب ہوتا تھا وہ تو دور نبوی میں بھی اور دور صحابہ میں بھی ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی شمار کرتے ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ آخر میں آپ نے وہی بات کہہ دی جو ہم کہتے ہیں۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو بھی اسے بھولا نہیں کہتے۔

اجماع کی حقیقت

تطلیق ثلاثہ سے متعلق چار گروہ

تطلیق ثلاثہ پر اجماع کی حقیقت کا اندازہ تو صرف اس ایک بات سے ہی ہو جاتا ہے کہ تطلیق ثلاثہ کے وقوع کے بارے میں مندرجہ ذیل چار قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں۔

(۱) پہلا گروہ تو وہ ہے جو حضرت عمر کے فیصلہ کو وقتی اور تعزیری سمجھتا ہے۔ اور سنت نبوی کو ہر زمانہ کے لئے معمول جانتا ہے۔ اس کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی ہے۔ اس گروہ میں ظاہری' اہل حدیث اور شیعہ شامل ہیں۔ نیز ائمہ اربعہ کے مقلدین میں سے بعض وسیع الظرف علماء بھی اس گروہ میں شامل ہیں۔ اور بعض "اشد ضرورت کے تحت" اس کے قائل ہیں۔

(۲) دوسرا گروہ مقلد حضرات کا ہے۔ یہ گروہ حضرت عمر کے فیصلہ کو تقریری یا وقتی تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ اسے مشروع اور دائمی سمجھتا ہے۔ پس گروہ میں اکثریت مقلدین کی ہے۔ پھر مقلدین میں سے بھی کچھ بالغ نظر علماء اس مسلک سے اختلاف رکھتے ہیں۔

(۳) تیسرا گروہ وہ ہے جو دوسری انتہا کو چلا گیا ہے۔ ان کے نزدیک ایک مجلس میں ایک طلاق تو جائز ہے۔ لیکن اگر دو یا تین یا زیادہ دی جائیں، تو ایک بھی واقع نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ طلاق دینا کار معصیت اور خلاف سنت یعنی بدعت ہے جس کے متعلق ارشاد ہے کہ

مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہ تھی تو وہ بات مردود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تو اس لحاظ سے ایسی بدعی طلاقیں سب مردود ہیں۔ لغو ہیں' باطل ہیں۔ لہٰذا ایک طلاق بھی نہ ہوگی۔ اس گروہ میں شیعہ حضرات میں سے کچھ لوگ شامل ہیں۔ حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن مقاتل (حنفی) بھی اس کے قائل ہیں۔ (شرح مسلم للنوویؒ۔ ج ۱ ص ۴۷۸)

(۴) اور ایک قلیل تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو ایک مجلس کے تین طلاق کو غیر مدخولہ کے لئے ایک ہی شمار کرتے ہیں اور مدخولہ کے لئے تین (زادالمعاد ج ۴ ص ۶۷)

غور فرمایئے کہ جس مسلک میں اتنا اختلاف ہو کہ اس کے بارے میں چار گروہ پائے جاتے ہوں۔ اسے "اجماعی" کہا جاسکتا ہے؟

تطلیق ثلاثہ میں اختلاف کرنے والے اور اختلاف کو تسلیم کرنے والے علماء

جو حضرات ایک مجلس کو تین طلاق کے تین واقع ہونے کے قائل ہیں ان کا سب سے بڑا سہارا یہ ہے کہ حضرت عمر کے اس فیصلہ کے بعد پوری امت کا اس فیصلہ پر اجماع ہوگیا تھا۔ اس اجماع پر مجملاً" تبصرہ تو پہلے گزر چکا ہے اب ہم ذرا تفصیل کے ساتھ اور ترتیب زمانی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس دعویٰ کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ اور بتلانا چاہتے ہیں کہ درج ذیل اصحاب نے اس فیصلہ سے اختلاف کیا یا کم از کم اختلاف کو تسلیم کرکے بالفاظ دیگر اجماع کا انکار کردیا ہے۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اس ضمن میں پہلا نام تو خود حضرت عمرؓ کا ہی آتا ہے۔ موطا امام مالک کی روایت کے مطابق آپ طلاق بتہ کو ایک ہی طلاق قرار دیتے تھے (موطا کتاب الطلاق باب ماجاء فی البتۃ)

طلاق بتہ کیا ہوتی ہے؟ اگرچہ اس کی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں تاہم ان سب سے بہتر تعریف وہ ہے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بیان فرمائی کہ "اگر طلاق ایک ہزار تک درست ہوتی تو بتہ اس میں سے کچھ باقی نہ رکھتا۔ جس نے بتہ کہا تو وہ انتہا کو پہنچ گیا (موطا۔ ایضاً) اب چونکہ طلاقیں تین ہی ہیں۔ لہٰذا بتہ (لفظی معنی کاٹنے والی۔ زوجیت کے معاملہ کو قطع کردینے والی) کا وہی معنی ہوا جو طلاق مغلظہ کا ہے۔ طلاق بتہ یا تو تیسری طلاق ہوگی یا ایک مجلس کی ایسی تین طلاق جنہیں تین ہی شمار کیا گیا ہو۔ تیسری طلاق کے بتہ یا مغلظہ ہونے میں تو کسی کو شک ہو ہی نہیں سکتا رہا ایک مجلس کی تین طلاق کا مسئلہ تو اگر اختلاف ہے تو صرف اسی میں ہے۔ موطا کی پوری عبارت یوں ہے کہ "طلاق بتہ سے حضرت عمرؓ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک ایک ہی طلاق پڑے گی۔

حضرت علیؓ کے نزدیک تین پڑیں گی۔ امام مالک کا یہی مذہب ہے' سفیان ثوری اور اہل کوفہ کے نزدیک جو نیت ہوگی وہی واقع ہوگی مگر بائن پڑے گی۔ شافعی کے نزدیک رجعی ہوگی۔ مروان بن الحکم حاکم مدینہ طلاق بتہ میں تین طلاق کا حکم کرتا تھا۔" (موطا ایضاً)

مؤطا امام مالک کی اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت عمرؓ ذاتی طور پر ایک مجلس کی تین طلاق کے ایک ہی واقع ہونے کے قائل تھے اور جو قانون آپ نے نافذ کیا وہ غیر محتاط لوگوں کو سزا کے طور پر نافذ کیا تھا۔

۲۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ): امام بخاری' اپنی صحیح میں ایک باب کا عنوان تجویز فرماتے ہیں "بَابُ مَنْ اَجَازَ طَلاَقَ الثَّلاَثِ"

اس عنوان سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک صراحتہ" دوسرے کنایتہ"۔ صراحتہ" یہ کہ امام بخاری کے نزدیک یہ مسئلہ اجماعی نہیں بلکہ اختلافی ہے اور کنایتہ کہ امام بخاری کا اپنا رخ بھی مزعومہ اجماع کی طرف نہیں ہے۔ ورنہ وہ ایسا عنوان تجویز ہی نہ فرماتے۔ اس باب میں امام بخاری صرف دو واقعات پر مشتمل تین احادیث لائے ہیں۔ ایک واقعہ عویمر عجلانیؓ سے متعلق ہے اور دوسرا رفاعہ قرظی سے متعلق۔ گویا امام بخاری کے نزدیک یہی تین احادیث ایسی ہیں جن سے قائلین تطلیق ثلاثہ استدلال فرماسکتے ہیں۔ اور ان پر ہم پہلے بھرپور تبصرہ کر چکے ہیں۔

۳۔ امام طحاوی: امام بخاری کے ہمعصر اور ممتاز حنفی عالم اپنی تالیف "معانی ج ۲ ص ۳۲ پر فرماتے ہیں کہ

ذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰی اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا مَعًا وَقَعَتْ عَلَیْهَا وَاحِدَةٌ۔ ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ اگر اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی واقع ہوتی ہے (بحوالہ مقالات ص ۲۱)

گویا آپ کے نزدیک اختلاف کرنے والے چند حضرات نہیں بلکہ ایک قوم ہے۔ لہٰذا اجماع کا دعویٰ غلط ہے۔

۴۔ امام فخرالدین رازی شافعی اشعری (م ۶۰۶)

اپنی تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۴۸ پر فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا اِخْتِيَارُ كَثِيْرٍ مِنْ عُلَمَاءِ الدِّيْنِ اَنْ لَّوْ طَلَّقَهَا اثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا لَا يَقَعُ اِلَّا وَاحِدَةً وَهٰذَا الْقَوْلُ اَقْرَبُ اِلَى الْقِيَاسِ لِاَنَّ النَّهْيَ عَنِ الشَّيْءِ يَدُلُّ عَلٰى اشْتِمَالِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ عَلٰى مَفْسَدَةٍ رَاجِحَةٍ وَالْقَوْلُ بِالْوُقُوْعِ فِيْ اِدْخَالِ تِلْكَ الْمَفْسَدَةِ فِي الْوُجُوْدِ وَاَنَّهُ غَيْرُ جَائِزٍ فَوَجَبَ اَنْ يُحْكَمَ بِعَدَمِ الْوُقُوْعِ

بہت سے علمائے دین کا پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ جو شخص بیک وقت دو یا تین طلاقیں دیتا ہے تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی قول قیاس کے سب سے زیادہ موافق ہے کیونکہ کسی چیز سے منع کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز کسی بڑے مفسدہ اور خرابی پر مشتمل ہے اور وقوع طلاق کا قائل ہونا اس مفسدہ اور خرابی کو وجود میں لانے کا سبب ہے اور یہ بات جائز نہیں لہٰذا عدم وقوع کا حکم لگانا واجب ہے۔ (بحوالہ مقالات ص ۲۵)

۵۔ امام ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸)

آپ فرماتے ہیں

(ترجمہ) "اگر کوئی شخص ایک طہر میں ایک کلمہ میں یا تین کلموں میں طلاق دے تو جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے لیکن ان کے واقع ہونے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے ایک قول یہ ہے کہ تین واقع ہوں گی اور ایک یہ ہے کہ ایک ہی واقع ہوگی اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ جس پر کتاب و سنت دلالت کرتے ہیں" (فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۸۷ بحوالہ مقالات ص ٦٦)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

"سلف اور خلف میں مالک، احمد بن حنبلؒ اور داودؒ کے اصحاب میں سے ایسے حضرات تھے جو تطلیق ثلاثہ کو یا تو لغو قرار دیتے تھے یا پھر اس سے ایک طلاق رجعی واقع کرتے تھے اور یہی صحابہ اور تابعین سے بھی منقول ہے" (فتاوی امام ابن تیمیہ ج ۴ ص ۱۵۱ بحوالہ مقالات ص ۸۱)

امام ابن قیمؒ

ابن تیمیہ کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم نے اپنی تالیف "اعلام الموقعین" میں تطلیق ثلاثہ کو ایک قرار دینے والوں کی جو فہرست دی ہے وہ اس طرح ہے۔

(i) صحابہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن العوام اور حضرت موسیٰ اشعری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ii) حضرت ابن عباس' حضرت علی اور ابن مسعود سے دونوں طرح کے فتوے منقول ہیں۔

(iii) بعد کے ادوار میں حضرت عکرمہ' طاؤس' محمد بن اسحاق' خلاص بن عمرو' حارث عکلی' داؤد بن علی اوران کے اکثر ساتھی بعض مالکی' بعض حنفی' جیسا کہ ابوبکر رازی اسے محمد بن مقاتل سے روایت کرتے ہیں۔ بعض حنبلی' شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اوران کے دادا عبدالسلام حرانی (اعلام الموقعین اردو ص ۷۹۹ اور ۸۰۳)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

"امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہیں۔ ایک تو وہی جو مشہور ہے۔ دوسری یہ کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک رجعی ہوتی ہے جیسا کہ محمد بن مقاتل رازی نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے(اغاثۃ اللھفان ص ۱۵۷ مطبوعہ مصر بحوالہ مقالات ص ۱۱۲)

۷۔ امام ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

آپ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۹ کے ص ۲۹ پر تطلیق ثلاثہ کو ایک طلاق قرار دینے والوں کی جو فہرست دی ہے وہ درج ذیل ہے۔

"حضرت علیؓ' عبداللہ بن مسعودؓ عبدالرحمن بن عوفؓ اور زبیرؓ سے اس طرح کی بات منقول ہے۔ اسے ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں نقل کیا ہے اور غنویؒ نے اس مسلک کو قرطبہ کے مشائخ کے ایک گروہ مثلاً" محمد بن تقی بن مخلدؒ اور محمد بن عبدالسلام خشنیؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اورابن المنذر نے اسے ابن عباس کے اصحاب مثلاً" عطاء' طاؤس اور عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے (بحوالہ مقالات ص ۱۵۷)

علامہ بدرالدین عینیؒ (م ۸۵۵)

آپ بھی شارح بخاری ہیں جس کا نام عمدہ القاری ہے۔ مسلکاً" حنفی ہیں۔ آپ عمدۃ القاری ج ۹ ص ۵۳۷ پر فرماتے ہیں:۔ "طاؤس' ابن اسحاق' حجاج بن ارطاۃ' نخعیؒ ابن مقاتل اور ظاہریہ اس طرف گئے ہیں کہ اگر شوہر بیوی کو تین طلاق دے دے تو ایک واقع ہوگی" (بحوالہ مقالات ص ۲۰)

مندرجہ بالا اصحاب میں سے طاؤس' حضرت عبداللہ بن عباس کے مایہ ناز شاگرد ہیں اور زبردست فقیہ تھے۔ محمد بن اسحاق امام المغازی اور حجاج بن ارطاۃ کوفہ کے مشہور فقیہ تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم نخعی امام ابوحنیفہ کے استاد اور محمد بن مقاتل امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے شاگرد رشید ہیں۔ (حوالہ ایضا")

۹۔ امام طحطاوی

مشہور حنفی امام اپنی تصنیف "در مختار" ج ۲ ص ۱۰۵ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ:۔

اَنَّهُ كَانَ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ اِذَا اَرْسَلَ الثَّلَاثَ جُمْلَةً لَمْ يُحْكَمْ اِلَّا بِوُقُوْعِ وَاحِدَةٍ اِلٰى زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ حُكِمَ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ سِيَاسَةً لِكَثْرَتِهٖ بَيْنَ النَّاسِ

صدر اول میں جب کوئی شخص اکٹھی تین طلاقیں دیتا تو اس کے ہونے کا فیصلہ دیا جاتا تھا تا آنکہ حضرت عمرؓ کا زمانہ آگیا۔ لوگ چونکہ کثرت سے اکٹھی تین طلاق دینے لگے تھے لہذا آپ نے سیاسی طور پر تینوں کے تین ہی واقع ہونے کا فیصلہ کردیا (مقالات ص ۲۴)

۱۰۔ امام شوکانی (م ۱۲۵۵ھ)

اپنی تصنیف نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ

"اور اہل علم کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ طلاق طلاق کے پیچھے واقع نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے"۔ صاحب بحر نے اس کو ابو موسی اشعریؓ سے او ایک روایت حضرت علیؓ سے اور ابن عباسؓ سے۔ طاؤس' عطاء' صابر بن یزید ہادی۔ قاسم ناصر احمد بن عیسیٰ عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ اور ایک روایت زید بن علی سے نقل کی ہے۔ اسی طرف متاخرین کی ایک جماعت گئی ہے جس میں علامہ ابن تیمیہ' علامہ ابن قیم اور محققین کی ایک جماعت شامل ہے۔ ابن مغیث نے اپنی کتاب الوثائق میں محمد بن رضاح سے نقل کیا اور مشائخ قرطبہ کی ایک جماعت جیسے محمد بن مقاتل و محمد بن عبدالسلام وغیرہ نے ایسا ہی فتویٰ نقل کیا ہے' اور ابن المنذر نے اس کو اصحاب ابن عباس یعنی عطاء اور طاؤس اور عمر بن دینار سے نقل کیا ہے نیز ابن مغیث نے اسی کتاب میں حضرت علیؓ' ابن مسعودؓ عبدالرحمن بن عوفؓ اور زبیر سے نقل کیا ہے اور امامیہ سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ اکٹھی تین طلاق سے کچھ بھی واقع نہیں ہوتا نہ ایک طلاق اور نہ زیادہ (یعنی تین) بعض تابعین نے بھی ایسا کیا ہے۔ ابن عطیہ اور ہشام بن حکم سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اہل ظاہر نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ یہ سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ طلاق بدعی ہے اور بدعی طلاق خواہ "تین طلاق" یا "طلاق طلاق طلاق" کہا جائے واقع نہیں ہوتی - باقرؒ صادق اور جعفر کا یہی مذہب ہے۔ اور اصحاب عبداللہ بن عباس اور اسحاق بن راہویہ سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو تین اور اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق پڑے گی (نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۶)

۱۱۔ عبدالحی لکھنوی (فرنگی محلی) م ۱۳۰۴ھ) ہندوستان کے مایہ ناز حنفی عالم۔ آپ اپنی تصنیف عمدۃ الرعایہ ج ۴ ص ۷۱ پر فرماتے ہیں۔ "اور دوسرا قول یہ ہے کہ شوہر اگر تین طلاق دے دے تو تب بھی ایک ہی پڑے گی اور یہ وہ قول ہے جو بعض صحابہ سے منقول ہے۔ داؤد ظاہری اور ان کے متبعین اس کے قائل ہیں۔ امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے اور امام احمد کے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔" (بحوالہ مقالات ۲۲، ۲۷)

۱۲۔ نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) اپنی تصنیف الروضۃ الندیۃ ص ۱۴۲ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا مَذْهَبُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ اِسْحَاقَ وَعَطَاءٍ وَعِكْرَمَةَ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْبَيْتِ وَهٰذَا اَصَحُّ الْاَقْوَالِ

اور یہ مذہب (یعنی تطلیق ثلاثہ کو ایک قرار دینا) ابن عباس، ابن اسحاق، عطا، عکرمہ اور اکثر اہل بیت کا ہے اور تمام اقوال میں یہی سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (ایک مجلس کی تین طلاق ص ۶)

۱۳۔ شبلی نعمانی (م ۱۳۲۲ھ، مشہور حنفی محقق اور مورخ۔ آپ نے اپنی تصنیف الفاروق میں تطلیقات ثلاثہ کو حضرت عمرؓ کی اولیات میں شمار کر کے یہ واضح کر دیا کہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ سے پہلے طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں "لیکن بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن میں دیگر صحابہ نے اختلاف کیا اور وہی حق پر ہیں۔ مثلاً" تیمم جنابت، منع تمتع۔ طلقات ثلاث وغیرہ میں حضرت عمرؓ کے اجتہاد سے دوسرے صحابہ کا اجتہاد زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔" (الفاروق ص ۳۵۱)

شبلی نعمانی کے اس اقتباس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں بلکہ اختلافی ہے دوسرا یہ کہ اختلاف کرنے والے صحابہ کا موقف زیادہ صحیح ہے اور وہی حق پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

ان اقتباسات کی روشنی میں اب آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ قاری عبدالحفیظ صاحب اس مسئلہ کو اجماعی کہنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

فیصلہ فاروقی سے اختلاف رکھنے والوں کا اجمالی ذکر

اب ہم مندرجہ بالا اقتباسات کا خلاصہ ایک نئے انداز سے پیش کریں گے۔

i) صحابہ کرام میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فیصلہ فاروقی سے اختلاف رکھتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے دونوں طرح کے فتوے منقول ہیں۔ (اعلام الموقعین ص ۸۰۳)

ii) تابعین اور تبع تابعین میں سے

عکرمہؒ، طاؤسؒ (دونوں حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد اور نامور فقیہ) محمد بن اسحاق (امام المغازی) حجاج بن ارطاۃ (کوفہ کے نامور فقیہ) ابراہیم نخعی (امام ابو حنیفہ کے استاد) محمد بن مقاتل (امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے، مایہ ناز شاگرد) جابر بن زید۔ عطاء بن رباح (حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد رشید) عمرو بن دینار، احمد بن عیسیٰ عبداللہ بن موسیٰ، فلاس اور اہل بیت، زید بن علی، داؤد بن علی اور ان کے اکثر ساتھی۔ قاسم، ناصر۔ امام باقر اور جعفر صادق۔

iii) ائمہ اربعہ

امام ابوحنیفہؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں مذکور ہیں۔ ایک تو وہی جو مشہور ہے۔ دوسری یہ کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی رجعی ہوتی ہے۔ (اغاثۃ اللھفان ص ۱۵۷ طبع مصر بحوالہ مقالات علمیہ ص ۱۱۲)

امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ بعض مالکی اور بعض حنفی بھی ایک مجلس کے تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا اپنا بھی ایک قول یہی ہے (مازری نے اپنی کتاب میں امام محمد بن مقاتل (حنفی) سے یہ روایت نقل کی ہے (مقالات ص ۹۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

iv) متاخرین میں سے

امام ابن تیمیہ اور ان کے ساتھی۔ آپ کے دادا احمد بن عبدالسلام حرانی بھی یہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔
امام ابن قیم اور ان کے ساتھی۔
امام شوکانی۔ نواب صدیق حسن خانؒ۔ علامہ رشید رضا مصنف تفسیر المنار ج ۹ ص ۱۸۳ (بحوالہ مقالات علمیہ) علامہ شیخ محمد شلتوت۔ جامعہ ازہر مصر (الفتاوی ص ۳۰۶)

v) موجودہ دور کے علمائے احناف

شبلی نعمانی جنہوں نے الفاروق میں حضرت عمرؓ کے فیصلہ سے اختلاف رکھنے والے صحابہ کی اجتہاد کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے (تفصیل پہلے گزر چکی ہے)
مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب قاسمی فاضل دیو بند، مولانا شمس صاحب۔ (سیکرٹری جماعت اسلامی ملتان شہر) مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی (مدیر ماہنامہ "برہان" دہلی)، سید حامد علی صاحب (سیکرٹری جماعت اسلامی ہند)، مفتی عتیق الرحمٰن صاحب۔ (صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت) شرکائے سیمینار بمقام احمد آباد بمطابق نومبر ۱۹۷۳ء بموضوع "ایک مجلس کی تین طلاق"۔ ان سب حضرات نے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی سفارش کی اور نہایت بالغ نظری سے اس موضوع پر مقالات لکھے اور پڑھے یہ مقالات "مجموعہ مقالات علمیہ۔ ایک مجلس کی تین طلاق" کے نام سے نعمانی کتب خانہ اُردو بازار لاہور نے شائع کئے۔ پیر کرم شاہ صاحب ازہری کا مقالہ بعنوان "دعوت" فکر و نظر میں انہی مقالات کے آخر میں شائع کیا گیا ہے
مولانا عبدالحلیم صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ لاہور و صدر علمائے احناف پاکستان۔ آپ علی الاطلاق ایک مجلس کی تین طلاق کے ایک ہی واقع ہونے کے قائل ہیں۔ ("ایک مجلس کی تین طلاق۔ علمائے احناف کی نظر میں" ص ۶ مطبوعہ دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ ملتان شہر)

موجودہ دور میں تطلیق ثلاثہ کی قانونی حیثیت

مندرجہ ذیل مسلمان ممالک میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی رجعی طلاق شمار کرنے کا قانون نافذ کر دیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مصر ۱۹۲۹ء میں ۲۔ سوڈان ۱۹۳۵ء میں ۳۔ اردن ۱۹۵۱ء میں
۴۔ مراکش ۱۹۵۸ء میں ۵۔ عراق ۱۹۵۹ء میں ۶۔ پاکستان ۱۹۶۲ء میں

ان تصریحات کی روشنی میں آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیے کہ مسئلہ میں "امت کے اجماع" کے دعویٰ میں حقیقت کا عنصر کس قدر ہے۔

۴۔ متفرقات

سنت اور جائز کا مسئلہ

قاری صاحب فرماتے ہیں :۔

"نیز جس طرح متفرق طور پر دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر کسی کو اعتراض نہیں ہے اسی طرح ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر بھی کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی سنت اور جائز ہیں۔"

(منہاج مذکور ص ۳۰۴)

اب دیکھئے جن لوگوں کو ایک مجلس کی تین طلاق کے بصورت تین واقع ہونے میں اعتراض ہے ان کی تعداد کثیر ہے جسے ہم "اجماع کی حقیقت" کے تحت تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔ جس سے حقیقت حال کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ عملی میدان میں بعض مقامات پر متعصب قسم کے حنفی حضرات اس "اجماع" کو انتشار، قطع رحمی اور بائیکاٹ کے ذریعہ زبردستی مسلمانوں پر ثابت کرنا اور ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ اسی اجماع کی آڑ میں اہلحدیثوں کو کافر قرار دینا، ان سے مقاطعہ کرنا اور انہیں مساجد سے نکال دینا تک روا رکھا جاتا ہے۔ ایسے واقعات کے وقوع کے باوجود احناف کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا اور وہ بدستور ابھی تک اجماع کے دعویٰ کی رٹ لگا رہے ہیں۔

رہی یہ بات کہ ایک مجلس کی تین طلاق بھی سنت اور جائز ہیں تو اس سلسلہ میں ہماری گزارشات یہ ہیں کہ ۔

(ا) قاری صاحب خود حافظ بدرالدین عینی کے حوالہ سے فرما رہے ہیں کہ "جس شخص نے اپنی بیوی کو "ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی لیکن طلاقیں دینے والا گنہگار ہوگا۔" (رسالہ مذکور ص ۳۱۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ ممکن ہے کہ سنت اور جائز کام کرنے والا گنہگار ہو؟ بالفاظ دیگر اگر ایک مجلس میں تین طلاق دینا گناہ کا کام ہے تو یہ سنت اور جائز کیسے ہو سکتا ہے؟

(۲) اگر ایک مجلس میں تین طلاق دینا بھی سنت اور جائز ہے تو علماء و فقہائے احناف نے ایسی طلاق کو بدعی کا نام کیوں دیا ہے؟ (ملاحظہ ہو ہدایہ اولین۔ کتاب الطلاق - باب طلاق السنّۃ) کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہی چیز بیک وقت سنت اور جائز بھی ہو اور بدعت اور کار معصیت بھی؟

مسلک کی حمایت

قاری صاحب موصوف ارشاد فرماتے ہیں کہ

"فاضل مقالہ نگار مولانا عبدالرحمٰن کیلانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پرویز اور جعفر شاہ صاحب پھلواروی کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے جب تطلیق ثلاثہ کے موضوع پر پہنچے تو چونکہ یہ مسئلہ ان کے اپنے نظریہ اور عقیدہ نیز مسلک اہلحدیث کے خلاف تھا لہٰذا کیلانی صاحب نے اپنے مسلک کی حمایت کو مقدم سمجھا اور حضرت عمرؓ پر برس پڑے اور بیک جنبش قلم انہیں مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ قرار دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں" ہمیں یہ تسلیم کر لینے میں کوئی بات نہیں کہ آپ کا یہ فیصلہ براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف تھا۔" (منہاج مذکور ص ۳۰۲)

اس سلسلہ میں جو مجھ سے تسامح ہوا اس کا بھی اور جو قاری صاحب موصوف سے لغزش ہوئی اس کا بھی میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ رہی مسلک کی حمایت کی بات تو چونکہ ہمارا مسلک کتاب و سنت کی حمایت اور دفاع ہے لہٰذا میں قاری صاحب کے اس طعنہ حمایت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔ میرا اصل مضمون بعنوان "خلفائے راشدین کی شرعی تبدیلیاں" دراصل میری اس مطبوعہ کتاب کا ایک باب ہے جس کا نام "دفاع حدیث" ہے جو آئینہ پرویزیت کا پانچواں حصہ ہے پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگر حج تمتع کے مسئلے پر حضرت عمرؓ کے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سنت کی حمایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے اختلاف کر سکتے ہیں اور سائل کو یوں جواب دے سکتے ہیں کہ قابل قبول بات رسول اللہ ﷺ کی ہے نہ کہ میرے باپ کی (ترمذی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواب الحج باب ماجاء فی التمتع) کوئی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ کردار ہمارے لئے رہنمائی کا کام نہیں دے سکتا؟ اگر میں نے بیس بائیس معاملات میں پرویز صاحب اور پھلواری صاحب کی اعتراضات سے حضرت عمرؓ کے دامن کو پاک کیا ہے تو اگر مجھے کچھ راہ نظر آتی تو کیا میرے لئے یہ بات باعث سعادت نہ تھی کہ اس اعتراض کو بھی آپؓ سے دور کردیتا۔

پرویز صاحب اور پھلواری صاحب کا اعتراض یہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے تعلیق ثلاثہ کو نافذ کرکے دور نبوی اور صدیقی کے تعامل امت میں تبدیلی پیدا کردی۔ اب قاری صاحب کے "یہ بھی سنت اور جائز اور وہ بھی سنت اور جائز" کہنے سے تو کام نہیں چلتا جبکہ شبلی نعمانی جیسے حنفی محقق اسے اولیات عمر میں شمار کرکے اس تبدیلی کو تسلیم فرما رہے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ کے اس اجتہاد کو اختلاف رکھنے والے صحابہ کے اجتہاد سے "کم صحیح" قرار دے رہے ہیں۔ اور پیر کرم شاہ ازہری صاحب نے تحریر میں حضرت عمرؓ کے کمال احترام کو ملحوظ رکھنے کے باوجود انہیں حضرت عمرؓ کی اس تبدیلی کی کوئی شرعی بنیاد نظر نہیں آتی۔ اسی طرح کے کئی دوسرے علماء کے اقتباس بھی ہم پہلے درج کرچکے ہیں۔ پھر میں نے اگر اس تبدیلی کو "اجتہادی غلطی" کے تحت لاکر اگر کتاب و سنت کی منشا کے خلاف لکھ دیا تو کونسی نئی بات کہہ ڈالی ہے جسے حنفی علماء تسلیم نہیں کرتے؟

مزید برآں اگر ہم حضرت عمرؓ کے اس تبدیلی کو درست قرار دینے کے درپے ہوجائیں تو اس سے ایک ایسے مفسدہ کی طرف راہ کھلتی ہے جس کی طرف یہ حضرات ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔ یعنی ہمیں بھی یہ حق ہونا چاہئے کہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق سنت رسول میں حسب ضرورت تبدیلیاں کرلیا کریں۔ لہٰذا راہ صواب یہی ہے کہ حضرت عمرؓ کی اس تبدیلی کو کم صحیح یا کتاب و سنت کی منشا کے خلاف قرار دے کر آئندہ کے لئے اس مفسدہ کی راہ بند کردی جائے۔

اب مسلک کی حمایت کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیے اور وہ یہ ہے کہ قاری صاحب موصوف جس بات کا مجھے طعنہ دے رہے ہیں کیا ان کا اپنا دامن اس سے بچا ہوا ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ قاری صاحب ایک مجلس کی تین طلاق کے تین واقع ہونے کو اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ یہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہے بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہؒ کا قیاس ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی حضرت عمرؓ کے فیصلے یا مسلک اور امام ابو حنیفہؒ کے مسلک میں اختلاف ہوگا۔ تو احناف حضرت عمرؓ کے فیصلے کو کبھی در خور اعتنا نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہوئے ہمیشہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو قبول کریں گے اور ایسی کی تائید کریں گے۔ مثلاً" حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں مسلمانوں کو حج تمتع سے روکتے تھے (مسلم کتاب الحج) جبکہ احناف حج تمتع کو جائز ہی نہیں بلکہ بہتر سمجھتے ہیں اسی طرح حضرت عمرؓ جھری نمازوں میں دعائے استفتاح نمازوں کو بلند آواز سے پڑھنے کے قائل تھے اور کبھی کبھی پڑھا بھی کرتے تھے (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب مَنْ قَالَ لاَ یَجْھَرُ بِالْبَسْمَلَہ) مگر احناف اسے درست نہیں سمجھتے۔ ان مثالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ قاری صاحب موصوف حضرت عمرؓ کی حمایت کی آڑ میں حقیقتاً اپنے ہی مسلک کی حمایت فرما رہے ہیں۔

تقلید کی برکات

حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ میں آج تک جو اختلاف چلا آرہا ہے اور یہ اختلاف آج بھی ختم ہوتا نظر نہیں آتا تو اس کی اصل وجہ محض تقلید ہے۔ یہ تقلید ہی کے کرشمے ہیں کہ کتاب و سنت کی اتنے واضح اور صحیح دلائل کے باوجود آج تک یہ مسئلہ اختلافی ہی بنا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی صاحب ذرا بالغ نظری سے کام لیں تو انہیں تقلید چھوڑنے کا طعنہ دیا جاتا ہے اور "تمسک بالتقلید" کی تلقین کی جاتی ہے۔

تطلیق ثلاثہ کے موضوع پر احمد نگر میں جو سیمینار منعقد ہوا، اس میں مولانا سید احمد صاحب عروج قادری مدیر ماہنامہ "زندگی" (رام پور) نے اس مسئلہ میں صرف اتنی لچک دکھائی کہ "جو شخص تین طلاقیں ایک ہی دفعہ دے دے مگر بعد میں یہ کہہ دے کہ اس کی نیت صرف ایک کی تھی اور باقی الفاظ تاکیدی تھے یا وہ شخص یہ کہے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ جب تک تین طلاق کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، طلاق واقع ہی نہیں ہوتی تو ان صورتوں میں طلاق ایک ہی شمار کی جانی چاہیے اور اگر اس کی نیت بھی فی الواقعہ تین کی ہی تھی تو پھر تین طلاقوں کو ایک قرار دینا میرے نزدیک صحیح نہیں" اور یہ ایسی بات تھی جس کے لئے فقہ حنفی میں گنجائش بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود جناب عامر عثمانی صاحب مدیر (ماہنامہ "تجلی" دیوبند) نے عروج صاحب پر شدید گرفت کی اور فرمایا کہ "لوگوں کا جہل کسی فعل کی تاثیر میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ جیسے اگر کوئی شخص بھولے سے بھری ہوئی بندوق داغ دے اور گولی کسی انسان کے سینے میں لگ جائے تو وہ زخمی ہو ہی جائے گا۔ بھولے سے داغی ہوئی گولی بے اثر نہیں رہے گی۔" (مقالات ص ۱۸۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق یا بندوق کی گولی؟

اس کے جواب میں عروج قادری صاحب نے جو مضمون لکھا اس کا عنوان "طلاق بندوق کی گولی نہیں ہے" تجویز فرمایا اور کئی مثالوں سے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ فی الواقعہ طلاق بندوق کی گولی نہیں۔ اس مضمون کا آخری پیرا قابل ملاحظہ ہے۔ عروج قادری صاحب عامر عثمانی صاحب سے فرماتے ہیں۔

تواصوا بالتقلید

"جب آپ نے مجھے تقلید کو دانتوں سے پکڑنے کا مشورہ دیا تھا اور اپنی تقلید پسندی کا اقرار کیا تھا تو میں نے ہنستے ہوئے عرض کیا تھا کہ آپ کسی مسئلے میں تو مقلد جامد بن جاتے ہیں اور کسی میں مجتہد مطلق۔ اب مزید عرض کرتا ہوں اگر میں تقلید کو دانتوں سے پکڑے رہتا تو مسلم شریف کی روایت پر وہ مقالہ کبھی تیار نہ ہوتا جس کو آپ نے بھی "بہت اچھا" کہا ہے اور اگر آپ خود تقلید کو دانتوں سے نہ چھوڑتے تو طلاق نمبر مرتب نہ ہوتا" (مقالات صفحہ ۱۶۳)

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم حضرات کو اگرچہ کسی اشد ضرورت کے تحت تقلید کے سلسلہ میں نرمی اختیار کرنا پڑتی ہے لیکن اس کے باوجود "علیکم بالتقلید" کی تلقین کا فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں اور لچک پیدا کرنے پر ارباب تقلید کی طرف سے محاسبہ بھی کیا جاتا ہے۔ جہاں تقلیدی تعصب کا یہ حال ہو کہ صحیح احادیث کو تسلیم کر لینے کی بجائے اس کی تاویلات اور جوابات تلاش کرنے میں اپنی صلاحیتوں کو کھپایا جا رہا ہو وہاں کبھی مسائل کا اختلاف ختم ہو سکتا ہے؟

کچھ آپس کی باتیں

(۱) اختلاف کا اعتراف

جناب عامر عثمانی مدیر "تجلی" دیو بند جناب مولانا سید احمد عروج قادری مدیر "زندگی" رام پور سے مخاطب ہیں۔ مدیر "زندگی" کا اجماع پر شبہ ظاہر کرنا معقولیت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ بجا طور پر یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سینکڑوں سال سے اہل علم اپنی کتابوں میں اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کا ذکر کرتے ہی آ رہے ہیں اور علمائے خلف کی کتابیں بھی اس ذکر سے خالی نہیں۔ واقعی ایسی صورت میں یہ سمجھنا ہی چاہیئے کہ یہ مسئلہ کسی درجے میں اختلافی ہے لیکن ہم نے انہیں یعنی عوام الناس کو (مؤلف) بتایا کہ یہ فتنے اور اختلاف کا بیج دراصل خوارج اور روافض کا بویا ہوا ہے۔ دس بارہ نام جو بعض کتابوں میں اختلاف کرنے والوں کے درج ہوگئے ہیں وہ سب دھوکے کی ٹٹی ہیں۔ جہاں تک صحابہ کا تعلق ان میں تو کسی ایک کی طرف بھی اختلاف کی نسبت کذب و افترا کے سوا کچھ نہیں۔ سفید جھوٹ ہے۔ باقی ناموں میں اکثریت ان کی ہے جو اجتہاد وفقہ کے بازار میں پھوٹی کوڑی کی بھی قیمت نہیں رکھتے۔ رہے ایک دو وہ نام جن کی کوئی اہمیت ہے تو ان کی طرف اختلاف کی نسبت ہی درست نہیں۔ قوی سندوں سے نقل کا کہیں پتہ نہیں۔ البتہ اجماع ثابت کرنے والی نقلیں قوی ترہیں اور کثیر سندوں سے مروی ہیں جنھیں جھٹلانا کسی واقف فن کے لئے ممکن ہی نہیں ہے"

(مقالات ص ۱۹۳)

یہ تحریر جناب عامر عثمانی صاحب کی ہے جو نہایت متعصب حنفی ہیں لہٰذا

مدعی! لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

کے مصداق اس تحریر سے درج ذیل امور کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

(۱) اس مسئلہ کے اختلافی ہونے کا ٹھیک ٹھیک علم احناف کو بھی ہے اور ابتدا سے ہے اس کے باوجود مسلک کی حمایت کے خاطر اجماع کا ڈھونگ رچایا گیا ہے اور اس اجماع کو ثابت کرنے کے لئے ہر طرح کے حربے استعمال کئے گئے ہیں۔

(۲) ہمارے قاری صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ یہ مسئلہ ضروریات شیعہ سے ہے۔ عامر صاحب نے یہ بھانڈا بھی پھوڑ دیا اور یوں وضاحت فرمائی کہ "ہم نے انہیں بتایا کہ یہ فتنے اور اختلاف کا بیج دراصل خوارج اور روافض کا بویا ہوا ہے۔"

(۳) اس اقتباس میں عامر صاحب نے یہ اعتراف بھی فرمالیا کہ بعض صحابہ بھی اس فیصلہ سے اختلاف رکھتے تھے لیکن ہماری پالیسی یہ رہی ہے کہ جہاں تک اس حقیقت پر مٹی ڈالی جاسکتی ہے، ڈالی جائے۔

(۴) قاری صاحب یہ بھی فرما رہے تھے کہ اہل حدیثوں نے یہ مسئلہ شیعہ حضرات سے لیا ہے۔ اب عامر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ بعض صحابہ کرام بھی اختیار کئے ہوئے تھے تو کیا ان صحابہ کرام نے بھی یہ مسئلہ شیعہ حضرات سے ہی لیا تھا؟ جو اب اہل حدیثوں پر یہ الزام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگانا ضروری ہے؟

۲۔ طلاق اول کے درمیان وقفہ

جناب محفوظ الرحمن صاحب قاسمی فاضل دیوبند' جناب عامر عثمانی مدیر "تجلی" دیوبند سے مخاطب ہیں:۔

"یہی باتیں (یعنی متفرق طور پر طلاق دینا منشائے خداوندی و مقتضائے قرآن کریم ہے) سینکڑوں برس سے احناف کے چوٹی کے علماء لکھتے آرہے ہیں اور ان میں یہ بات مسلمہ ف تھی کیونکہ مقصد امام شافعیؒ کا رد تھا۔ اب جبکہ یہی استدلال ان لوگوں کے حق میں جارہا ہے جو تین کو الگ الگ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیک کلمہ تین طلاقیں کم سے کم تین نہیں سمجھی جائیں گی کیونکہ یہ تین مرتبہ واقع نہیں کی گئی ہیں۔ تو اب مولانا عامر عثمانی صاحب احناف کی ان متفقہ تصریحوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اصرار کررہے ہیں کہ ان بزرگوں نے جو سمجھا' غلط سمجھا۔ یہاں بھی یہ "اثنین" ہی کے معنی میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس کا احتمال تھا کہ "مرتان" یہاں "اثنین" کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔ تو آخر "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" کے باوجود محققین احناف کیوں کہتے چلے آرہے ہیں کہ مرتان "اثنین" کے معنی میں نہیں ہے" (مقالات ص ۱۹۶)

یہ اقتباس احناف کے سلف و خلف دونوں کے طریق کار طرز استدلال اور مسلکی تعصب پر پوری طرح روشنی ڈال رہا ہے یعنی ان حضرات کو حقیقت تک پہنچنے اور اسے قبول کرنے سے غرض نہیں ہوتی' بلکہ ان کا اصل ہدف اپنے مخالف کے خلاف محاذ آرائی قائم کرنا ہوتا ہے اور ان کے نزدیک حالات کی تبدیلی کے ساتھ طرز استدلال کے بدل لینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

دوسرے مسلک پر عمل

میں نے لکھا تھا" چونکہ یہ فتویٰ (یک بارگی تین طلاق کو تین ہی شمار کرنا) انسانی فطرت کے خلاف ہے اور اس کے مفاسد بے شمار ہیں لہذا احناف کا ایک کثیر طبقہ امام صاحب کے اس فتویٰ سے متفق نہیں ہے وہ فقہ مالکیہ کے مطابق اسے ایک ہی طلاق قرار دیتے ہیں"

اس پر قاری صاحب فرماتے ہیں کہ "فاضل مولف کی یہ دونوں باتیں غلط ہیں یعنی احناف کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیر طبقہ امام صاحب کے اس فتوی سے متفق ہے اور امام مالک تین طلاق کو ایک قرار دیتے نہیں"

اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ اگر میں اکثر کا لفظ استعمال کرتا تو واقعی اس سے یہ مفہوم پیدا ہوسکتا تھا کہ تھوڑے حنفی ہیں جو امام صاحب کے اس فتویٰ سے اتفاق رکھتے ہیں اور زیادہ مخالف ہیں لیکن فی الواقعہ یہ صورت نہیں۔ قلت اور کثرت تعداد کا لحاظ رکھا جائے تو فی الواقعہ اکثریت امام صاحب کے فتوی سے اتفاق رکھتی ہے۔ میں نے کثیر کا لفظ "بہت" یا "بہت سے" کے معنوں میں استعمال کیا ہے اور میرے خیال میں جس قدر نام میں نے "اجماع کی حقیقت" میں حنفی علماء کے گنوا دیئے ہیں ان پر بھی "ایک کثیر طبقہ" کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ علماء عام انسان نہیں بلکہ ان کا اپنا بھی وسیع حلقہ اثر ہے۔

رہا فقہ مالکی کے مطابق فتوی دینے کا معاملہ تو علمائے احناف سفارش یہ کرتے ہیں کہ جس طرح احناف مفقود الخبر اور عدت ممتدۃ الطہر کے مسائل میں فقہ مالکیہ کے مطابق فتوی دیتے ہیں' اسی طرح اگر وہ اس تطلیق ثلاثہ کے مسئلے میں بھی امام صاحب کی تقلید سے ہٹ کر کسی دوسرے مسلک کے مطابق فتوی دے دیں تو حنفی مذہب میں اتنا توسع موجود ہے ایسا مشورہ دینے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں:-

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی' اس مسئلہ میں ترک تقلید امام اعظم کی رخصت دیتے ہیں جیسا کہ مفقود الخبر اور عدت ممتدہ الطہر کے مسائل میں احناف فقہ مالکیہ کے مطابق فتویٰ دینا جائز قرار دیتے ہیں (مجموعہ فتاوی ص ۳۳۷)

(۱) مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی (۲) مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی صدر علمائے احناف پاکستان (۳) مفتی حبیب المرسلین مدرسہ امینیہ دہلی (۴) مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب قاسمی فاضل دیوبند (۵) پیر کرم شاہ صاحب ازہری (مدیر ماہنامہ "ضیائے حرم" بھیرہ) رکن اسلامی نظریاتی کونسل اور رؤیت ہلال کمیٹی اور احمد نگر میں منعقد شدہ سیمینار میں شرکت کرنے والے اکثر مقالہ نگار حضرات۔

البتہ قاری صاحب کی یہ بات درست ہے کہ امام مالکؒ بھی تین طلاق کو ایک قرار نہیں دیتے۔ میں دراصل کہنا یہ چاہتا تھا کہ جس طرح بعض مسائل میں احناف فقہ مالکیہ کے مطابق فتوی دینے کو درست کہتے ہیں۔ اسی طرح بعض احناف اس مسئلہ میں بھی ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق شمار کرنے والے مسلک کی سفارش کرتے ہیں۔

افسوس ناک پہلو

جب حضرت عمرؓ نے تطلیق ثلاثہ کا قانون نافذ فرمایا تھا تو اس سے آپ کا مقصد عوام الناس کی اصلاح تھی۔ اس قانون کا ایک نتیجہ یہ بھی سامنے آیا کہ لوگ حلالہ کے متعلق سوچ و بچار کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے ایک دوسرا قانون یہ رائج فرمایا کہ محلل اور محلل لہ' دونوں کو محض زانی قرار دے کر ان کو سنگسار کردینے کی سزا مقرر کی۔ اس فاروقی دزہ سے بہت حد تک لوگوں کی اصلاح ہوگئی مگر بعد کے ادوار میں جب فاروقی درہ نہ رہا تو پھر حلالہ کی طرف رجحان بڑھنے لگا۔ آئمہ اربعہ کے اکثریتی اجتہاد نے حضرت عمرؓ کے اس تعزیری قانون کو ایک شرعی مسئلہ بنا دیا اور تقلید کی روش نے اسے شہرت دوام عطا کی۔

دوسری طرف امت کا ایک ایسا طبقہ بھی تھا جو ابتدا ہی سے اکٹھی تین طلاق کو طلاق دینے والے کی حماقت' جلد بازی اور عصیان پر محمول کرنے کے باوجود اسے ایک ہی رجعی طلاق قرار دیتا رہا۔ ہمارے ہاں یہ دونوں گروہ موجود ہیں اگرچہ اکثریت احناف کی ہے جو تطلیق ثلاثہ کے بڑی شدت سے قائل ہیں اور اس مسئلہ میں خاصی کشیدگی بھی موجود ہے۔ اب یہ بات بھی تقلید ہی کے ثمرات میں شمار کیجئے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر بعد میں پشیمان ہوتا ہے تو علمائے احناف اسے خود حلالہ کا راستہ دکھاتے ہیں۔ وہی حلالہ جس کے کرنے اور کرانے والے دونوں پر رسول اللہ نے لعنت فرمائی تھی [1]' وہی حلالہ نکالنے والا شخص جسے آپؐ نے تیس مستعار [2] یعنی کرایہ کے سانڈ سے تعبیر فرمایا تھا' وہی حلالہ جس کے لئے حضرت عمرؓ نے رجم کی سزا [3] مقرر کی تھی' وہی حلالہ جو کسی بھی غیرت مند مسلمان کی غیرت کا جنازہ نکال دیتا ہے اور وہی حلالہ جس کی زد میں آکر کئی عورتیں ہمیشہ کے لئے حیا باختہ ہوجاتی ہیں۔ اسی حلالہ کو ہمارے مقلد بھائیوں نے نہ صرف برداشت کیا بلکہ هَنِيئًا مَرِيئًا سمجھ کر اور اس کے فتوے دے کر عند اللہ ماجور بھی ہونے لگے۔ حتی کہ اس کار حرام کو حلال بنانے کے شرعی حیلے بھی بتلانے لگے۔ [4] اور یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا رہا کہ کہیں تقلید کی روش پر آنچ نہ آنے پائے۔ یا کسی حنفی کو کسی اہلحدیث کی طرف رجوع کرنے کی احتیاج باقی نہ رہے۔ اور انتہائی شرم ناک پہلو یہ ہے کہ بعض مقامات پر ایسے کرایہ کے سانڈوں کا مذہبی سطح پر بندوبست بھی کیا جانے لگا اور یہ بھی نہ سوچا کہ خود علمائے احناف اگر تطلیق ثلاثہ کے قائل ہیں تو بالکل اسی طرح وہ نکاح حلالہ کی حرمت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی قائل ہیں۔ پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر حلالہ کا نکاح ہی حرام اور باطل ہو تو حلالہ کے بعد عورت زوج اول کے لئے حلال کیسے ہو جاتی ہے؟ اور اگر وہ ایسا کر بھی لیتے ہیں تو کیا یہ سب کچھ حرام کاری یا زنا ہی نہ ہوگا؟ پھر کیا اس حرام کاری سے وہ حرام کاری بہتر نہیں جس میں حلالہ کے بغیر ہی عورت اور زوج اول آپس میں مل بیٹھیں اس طرح دو حرام کاموں میں سے کم از کم ایک سے نجات مل ہی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں زوجین کی غیرت بھی مجروح نہیں ہوتی۔ یہ ہیں حضرت عمرؓ کے اس تعزیری اور وقتی قانون کو تقلید کی پاسداری کے لئے شرعی قانون بنا کر پیش کرنے کے نتائج۔

اختلاف ختم نہ ہونے کی وجہ محض تقلید ہے

تطلیق ثلاثہ کے سلسلہ میں کسی بھی دوسرے امام سے فتویٰ لینے سے متعلق چند ممتاز حنفی علمائے دین کے فتوے ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) مولانا عبدالحی لکھنؤ (فرنگی محل) کا فتویٰ: "اس صورت میں حنفیہ کے مطابق تین طلاق ہوں گی اور بغیر تحلیل نکاح درست نہ ہوگا۔ مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہو تو کسی اور امام کی تقلید کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ نظیر اس کی نکاح "زوج مفقود الخبر" موجود ہے۔ حنفیہ عندالضرورت قول امام مالک پر عمل کرلینے کو درست سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ "ردالمختار میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے"

(۲) مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ: "ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں پڑ جانے کا مذہب جمہور علماء کا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں۔ ائمہ اربعہ کے علاوہ بعض علماء اس بات کے ضرور قائل ہیں کہ اس طرح ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ یہ مذہب اہل حدیث حضرات نے بھی اختیار کیا ہے اور حضرت ابن عباس۔ طاؤس، عکرمہ اور ابن اسحٰق سے منقول ہے۔ پس کسی اہل حدیث عالم کو اس حکم کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں اور نہ ہی وہ مستحق اخراج از مسجد ہے۔ ہاں حنفی کا اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا بہ اعتبار تقویٰ ناجائز تھا۔ لیکن وہ بھی اگر مجبوری اور اضطرار کی حالت میں اس کا مرتکب ہو تو قابل درگزر ہے۔"

(۳) مفتی حبیب المرسلین مدرسہ امینیہ دہلی کا فتویٰ: "بعض سلف صالحین اور علمائے متقدمین میں سے اس کے بھی قائل ہیں۔ اگرچہ ائمہ اربعہ میں یہ بعض نہیں ہیں۔ لہٰذا جن مولوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے مفتی اہل حدیث پر جو فتویٰ دیا یہ غلط ہے۔ اس اختلاف کی بنا پر کفرو مقاطعہ اور اخراج از مسجد کا فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ بوجہ شدید ضرورت اور خوف مفاسد اگر طلاق دینے والا ان بعض علماء کے قول پر عمل کرے گا جن کے نزدیک طلاق ایک ہی واقع ہوتی ہے تو وہ خارج از حنفی مذہب نہ ہوگا۔ کیونکہ فقہاء حنفیہ نے جو شدت ضرورت کے وقت دوسرے امام کے قول پر عمل کرلینے کو جائز لکھا ہے" (مقالات ص ۳۰، ۳۱)

مندرجہ بالا فتاویٰ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

(۱) یہ سب حضرات حنفی مذہب سے خارج ہونے کو اسلام سے خارج ہونے کے مترادف سمجھتے ہیں۔

(۲) چونکہ ردالمختار میں "اشد ضرورت"، "مفاسد زائدہ" وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں لہٰذا ہر مفتی صاحب ان الفاظ کی تاکید کے ساتھ ہی کسی دوسرے عالم سے فتویٰ لینے کی اجازت دیتا ہے۔

(۳) اس خاص مسئلہ میں کسی دوسرے عالم سے مراد کم از کم ائمہ اربعہ کے مقلدین نہیں ہوسکتے جن سے فتویٰ لینے اور ان پر عمل کرنے یعنی طلاق ثلاثہ کو رجعی طلاق قرار دینے کی اجازت دی جارہی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ حضرات تطلیق ثلاثہ کو ایک قرار دینے کے عمل کو شرعی سمجھتے ہیں یا غیر شرعی؟ اگر وہ ایک رجعی طلاق قرار دینے کو فی الواقعہ اور بصدق قلب غیر شرعی ہی سمجھتے ہیں۔ تو کیا وہ اشد ضرورت یا مفاسد زائدہ سے بچنے کے لئے نعوذ باللہ زنا کی اجازت دیتے ہیں۔ مفاسد زائدہ تو زیادہ سے زیادہ زنا ہی ہوسکتا ہے۔ زنا سے بچنے کے لئے زنا کی اجازت کا مطلب؟ اور اگر وہ اسے شرعی ہی سمجھتے ہیں خواہ وہ اسے راجح نہ سمجھیں مرجوح ہی سمجھیں تو پھر اس قدر چیں بہ چیں کیوں ہوجاتے ہیں؟ اگر غور کیا جائے کہ وہ کونسی چیز ہے جو ان حضرات کو یہ بات تسلیم کرلینے میں آڑے آرہی ہے تو جواب بالکل واضح ہے کہ یہ چیز تقلید ہے جو یہ جاننے کے باوجود کہ

(ا) بعض صحابہ کا یہی موقف تھا۔

(ب) قرآن کا انداز بیان اسی چیز کا مؤید ہے کہ طلاق یا طلاقوں کے بعد "فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ" کی گنجائش باقی رہے

(ج) صحیح احادیث سے تین طلاقوں کو ایک بنا دینے کی پوری وضاحت موجود ہے اور دور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فاروقی کے ابتدائی دو تین سال تک تعامل امت اس طرح کا تھا۔
(د) معاشرتی لحاظ سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے۔ لہٰذا فقہی اصول استحسان اور مصالح مرسلہ کی رو سے بھی تین طلاق کو ایک ہی قرار دینا زیادہ مناسب ہے۔ مقلدین حضرات کو بہتر رستہ قبول کرنے میں یہی تقلید روگ بنی ہوئی ہے۔ بلکہ ان حضرات نے تطلیق ثلاثہ کے مخالفین کو اپنا دشمن اور کافر سمجھ کر اس مسئلہ کو یوں الجھا رکھا ہے کہ یہ اختلاف ختم ہونا ناممکن سی بات بن گئی ہے۔

ایک مجلس میں تین طلاق دینے والے کو سزا

ایک مجلس میں تین طلاق دینا اتنا بڑا جرم ہے کہ ایسے موقع پر رسول اللہ غضب کے مارے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا "میری موجودگی میں میں کتاب اللہ سے یہ مذاق؟" آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص اجازت مانگنے لگا کہ "میں اس مجرم کو قتل نہ کردوں۔" آپ نے از راہِ شفقت اس مجرم کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔ تاہم اس واقعہ سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا شرعی نقطہ نظر سے کتنا بڑا گناہ اور مکروہ فعل ہے۔ مگر دور جاہلیت کی یہ عادت رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد جلد ہی پھر عود کر آئی تو حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے اس بد عادت کو چھوڑانے کے لئے تین طرح کے اقدامات کئے۔

(ا) وہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے والوں کو بدنی سزا بھی دیتے تھے۔
(ب) ایک مجلس کی تین طلاق کو انہوں نے تین ہی شمار کرنے کا قانون نافذ کردیا
(ج) اور جب لوگوں نے اپنی عادت پر کنٹرول کے بجائے حلالہ کی باتیں شروع کردیں تو آپ نے حلالہ نکالنے اور نکلوانے والے دونوں کے لئے رجم کی سزا مقرر کردی۔ اس طرح یہ فتنہ کچھ مدت کے لئے دب گیا۔ گویا دور فاروقی میں بھی اس کار معصیت کی اصلاح صرف اس صورت میں ہوئی کہ حلالہ کے دوازہ کو سختی سے بند کردیا گیا تھا۔

مگر آج صورت حال بالکل مختلف ہے۔ آج کا المیہ یہ ہے کہ مقلد حضرات ہوں یا غیر مقلد، کوئی بھی اکٹھی تین طلاق کو جرم سمجھتا ہی نہیں بلکہ جہالت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ عوام تو درکنار خواص بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جدائی کے لئے تین طلاقیں دینا ضروری ہے۔ حلانکہ طلاق کی بہترین اور مسنون صورت یہی ہے کہ صرف ایک ہی طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے تاکہ عدت گزرنے کے بعد اگر زوجین کی پھر خواہش ہوتو تجدید نکاح سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ حل ہوجائے۔ تاہم اگر بیوی سے اس قدر نفرت اور بگاڑ پیدا ہوچکا ہو تو وہ تازیست اپنی بیوی کو رشتہ زوجیت میں نہ لینے کا فیصلہ کرچکا ہو تو پھر تین کا عدد پورا کرکے اپنی حسرت مٹا لے اور وہ بھی اس طرح کہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دیتا جائے تیسری طلاق کے بعد ان کے آئندہ ملاپ کی "حتی تنکح زوجا" غیرہ" کے علاوہ کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ آج کا المیہ یہ ہے کہ یکبارگی تین طلاق کو نہ مقلدین جرم اور کار معصیت سمجھتے ہیں اور نہ غیر مقلد غیر مقلد ایسے شخص اگر طلاق رجعی کی راہ دکھادیں تو اسے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے؟ اور مقلد حضرات اگر محض اس خطرہ سے بچنے کے لئے کہ کہیں یہ کسی اہل حدیث کے ہتھے نہ چڑھ جائے اسے حلالہ کی راہ دکھادیں۔ تو بھی اس کا الو تو سیدھا ہو ہی جائے گا۔ آخر اسے اپنے جرم کی کیا سزا ملی؟ حالانکہ ہمارے نزدیک حضرت عمرؓ کی اصل سنت یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے والے کو سزا ضرور دی جانی چاہیئے حضرت عمرؓ کی اس سنت کو نہ مقلد حضرات درخور اعتنا سمجھتے ہیں نہ اہل حدیث حضرات البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ علماء کی اس بے حسی کے بعد اہل حدیث تو مجرم کو سنت کی راہ دکھلاتے ہیں جبکہ حنفی حضرات کار حرام کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

سزا کا مستوجب کون؟

اس معاملہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ بیک مجلس تین طلاق دینے کا جرم تو مرد کرتا ہے لیکن اس کے جرم کی سزا نکاح حلالہ کی صورت میں عورت کو دی جاتی ہے۔ مرد کو تو اہل علم و فتویٰ سرزنش تک کرنے کے روادار نہیں ہوتے مگر بیوی کو کسی کرایہ کے سانڈ کے ہاں شب بسری کی راہ دکھلائی جاتی ہے۔ کرے کوئی اور بھرے کوئی کی اس سے زیادہ واضح اور کوئی مثال ہوسکتی ہے؟ اس بے بس عورت نے اس ظلم و زیادتی کا اپنی خاوند سے اور اپنے رشتہ داروں سے یوں انتقام لیا کہ رات ہی رات میں حلالہ نکالنے والے مرد سے سیٹ ہوگئی اور اس نئے جوڑے نے عہد و پیمان کے ذریعہ اپنے رات کی رات کے نکاح کو پائیدار کرلیا۔ اور حلالہ نکلوانے والوں کی سب امیدیں خاک میں ملادیں ۔ ایسے واقعات آئے دن اخبارات و رسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔ ایک ایسا واقعہ میں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں۔ ہوا یہ کہ کسی تاجر کی لڑکی کو اس کے خاوند نے تین طلاق دے دیں۔ اب حلالہ کی ضرورت پیش آئی تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجر اور اس کے داماد (لڑکی کے طلاقیں دینے والے خاوند) نے حلالہ کے لئے تاجر کے ایک با اعتماد نوکر کا انتخاب کیا اور نکاح کرویا۔ لڑکی کی غیرت اس گھناؤنے فعل کو برداشت نہ کرسکی۔ جب رات اکٹھے ہوئے تو اس نے اپنے ملازم کا حوصلہ بڑھایا اور اس بات پر قائم کردیا کہ اب وہ طلاق نہ دے گا۔ جب صبح ہوئی تو وہی شخص جو کل تک ان کا با اعتماد نوکر تھا ان کا داماد اور شریک بن کر سامنے آگیا اور اس کی بیوی اس کی حمایت میں تھی خاوند اور باپ کو بہر حال یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑا اندریں صورت ہمارے خیال میں تین طلاق دینے والے شخص کے لئے کچھ نہ کچھ سزا ضرور تجویز کی جانی چاہیے۔

سزا کیا ہو؟

میرے خیال میں بارگی تین طلاق کی سزا کو ظہار کی سزا یا کفارہ پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ دور جاہلیت میں ظہار جدائی کی تمام اقسام میں سے سخت تر قسم سمجھی جاتی تھی۔ پھر جب عہد نبویؐ میں ایسا ایک واقعہ رونما ہوا اور میاں بیوی دونوں کی جان پر بن گئی اور وہ عورت شکوہ کناں آپ کے پاس آکر اس مصیبت سے نجات کی راہ پانے کے لئے آپؐ سے جھگڑا کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے زوجین کی مشکلات کا حل فرما دیا جو یہ تھا کہ اپنی بیوی کی ماں کہہ دینے سے چونکہ فی الحقیقت وہ ماں نہیں بن جاتی لہٰذا اس بات کو اللہ تعالیٰ نے **مُنكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا** (ناپسندہ اور انہونی بات) قرار دے کر اس کا کفارہ مقرر فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ضمناً" یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ فی نفسہ الفاظ میں کچھ تاثیر نہیں ہوتی۔ الفاظ میں تاثیر شرعی احکام سے ہی پیدا ہوتی ہے اور شرعی احکام سے ہی یہ تاثیر خارج یا ختم بھی ہوجاتی ہے۔ لہٰذا طلاق کے لفظ یا تین طلاق کے الفاظ کی تاثیر کا پتہ چلانے کے لئے شرعی حکم یا سنت نبوی کا لحاظ رکھنا پڑے گا۔ فی نفسہ تین طلاق کے الفاظ بندوق کی گولی نہیں ہوتے

ہاں تو بات یہ چل رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک منکر اور زُور بات کا کفارہ مقرر کرکے زوجین میں رشتہ زوجیت کو بحال رہنے دیا۔ اور یہ کفارہ مرد ہی کو ادا کرنا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاق بھی ایک منکر اور زُور بات ہے عملاً۔ اور دونوں کا نتیجہ زوجین میں جدائی ہے۔ پھر کیا زوجین کے تعلقات کو شرعی حکم یا دور نبوی کے تعامل کے مطابق بدستور بحال رکھنے (یعنی اسے ایک رجعی طلاق قرار دینے پر کفارہ کی ضرورت نہ ہوگی؟ دور نبوی میں یہ جرم چونکہ محدود پیمانہ پر تھا لہٰذا رسول اللہؐ نے ازراہ شفقت اس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی کفارہ مقرر نہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ جرم بکثرت وقوع پذیر ہونے لگا۔ تو آپ اسے شخص کی تین طلاق شمار کرنے کے علاوہ اسے بدنی سزا بھی دیتے اور حلالہ کی راہ بھی مسدود کردیتے تھے۔ آج جبکہ لوگوں کا مبلغ علم ہی یہ ہے کہ جب تک تین طلاق نہ دی جائیں طلاق واقع ہی نہیں ہوتی اور بالعموم لکھ کر اکٹھی تین طلاقیں سپرد ڈاک کردی جاتی ہیں۔ تو اس پھیلے ہوئے جرم کی روک تھام کے لئے اگر ہمارے مفتی حضرات بدنی سزا نہیں دے سکتے یا قانوناً" حلالہ کو رجم قرار دے کر اس کی سزا نہیں دے سکتے تو کم از کم کفارہ تو تجویز فرما سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں ان دونوں اقسام جدائی (یعنی بذریعہ ظہار اور بذریعہ ایک مجلس کی تین طلاق) میں کئی باتوں میں مشابہت بھی پائی جاتی ہے لہٰذا اس کا کفارہ ظہار کے مطابق ہونا چاہیئے یعنی غلام آزاد کرنا یا متواتر دو ماہ کے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ آج کل غلامی کا دور بیت چکا' لہٰذا یہ شق خارج از بحث ہے۔ پھر آج کل افراطِ زر کی وجہ سے اکثر لوگوں کے لئے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی سزا کوئی سزا ہی قرار نہیں دی جاسکتی۔ اندریں صورت میرے خیال میں متواتر دو ماہ روزے فی الحقیقت ایسا کفارہ ہے جس سے مجرم کو بھی اور دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔ اگر ایک آدمی کو بھی ایسی سزا مل جائے تو عوام الناس کو یقیناً اس بات کا فوری طور پر علم ہوجائے گا کہ بیک وقت تین طلاق دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ شرعی طریقہ طلاق سیکھ کر اسے اپنا لیں گے اور نکاح حلالہ کی از خود ہی حوصلہ شکنی ہوتی جائے گی۔

معصیت کو قائم رکھنا بھی معصیت ہے

اگر ایک مجلس کی تین طلاق کا کفارہ متواتر دو ماہ کے روزے دشوار سمجھے جائیں تو پھر کمتر درجہ کی سزا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس جرم کو غیر شرعی نذر پر محمول کرکے قسم کے کفارہ پر اکتفا کرلیا جائے جو ظہار کے مقابلہ میں بہت ہلکے درجہ کی سزا ہے۔ بہرحال جو بھی صورت ہو ایسی طلاقیں دینے والے کے لئے کچھ سزا ہونی ضرور چاہیئے۔ اگر سزا مقرر نہ کی جائے گی تو عوام میں یہ احساس کبھی پیدا نہ ہوسکے گا کہ ایسی طلاقیں دینا کار معصیت ہے۔ لہٰذا علماء اور مفتی حضرات کو اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے۔ اور یہ بات ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے کہ خاموشی اور بے حسی کے ذریعہ معصیت کو قائم رکھنا یا رہنے دینا بھی کار معصیت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کی ندامت؟ اپنے مضمون کے آخر میں میں نے اغاثۃ اللہفان کے حوالہ سے لکھا تھا کہ حضرت عمرؓ کو آخر عمر میں اس تعزیری فیصلے پر ندامت بھی ہوئی۔ جس کے جواب میں قاری صاحب موصوف فرما رہے ہیں کہ اس روایت میں ایک راوی خالد بن یزید کذاب ہے لہٰذا یہ روایت ناقابل احتجاج ہے۔ قاری صاحب کی یہ تحقیق سر آنکھوں پر، ہمیں اس روایت کو درست ثابت کرنے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ مسئلہ زیر بحث کے اثبات کے لئے کتاب و سنت میں بہت کافی مواد موجود ہے۔ جیسا کہ واضح کیا جا چکا ہے۔

کتابیات

(۱) قرآن کریم، تفاسیر وغیرہ حسب ضرورت

(۲) کتب احادیث حسب ضرورت

(۳) زاد المعاد	ابن القیم الجوزی	دار الاحیاء التراث العربی (بیروت)
(۴) اعلام الموقعین (اردو)	"	شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور
(۵) نیل الاوطار	امام شوکانی	المملکۃ العربیہ السعودیہ (ریاض)
(۶) ہدایہ اولین	مرغینانی	مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان
(۷) الفاروق	شبلی نعمانی	مکتبہ نعمانیہ۔ اردو بازار (لاہور)
(۸) مقالات علمیہ "ایک مجلس کی تین طلاق"		نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
(۹) تین طلاق	محمد قاسم خواجہ	مکتبہ نعمانیہ۔ اردو بازار گوجرانوالہ
(۱۰) ایک مجلس کی تین طلاق (علمائے احناف کی نظر میں)		دار الحدیث محمدیہ عام خاص باغ (ملتان شہر)
(۱۱) دائرہ المعارف الاسلامیہ	"	پنجاب یونیورسٹی لاہور
(۱۲) انسائیکلو پیڈیا (اردو)	"	فیروز سنز لمیٹڈ (لاہور)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ